نوافل کی جماعت۔مکروہ

ترتیب وتحقیق: مولانا محمد شہزاد مجددی

الحمدلله الذی علم الانسان مالم یعلم، والصلوة والسلام علی النبی الکریم الذی اعلم الخلق و یعلم مالا نعلم وعلی آله وصحبه ذوی الجود والکرم. اما بعد!

قرآنِ پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: آیت ۷)

جو کچھ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع کر دیں اسے چھوڑ دو۔

ایک مسلمان کے لئے عبادات و احکام اور مسائل و معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہ کے اقوال و اعمال ہی بہترین نمونۂ عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو وہی عمل بطورِ عبادت پسند ہے جو اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ مبارکہ کے مطابق اور تابع ہو اور ایسا عمل ہی قبولیت کے لائق ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ط (البقرۃ: آیت ۳۱)

(اے محبوب) کہہ دیجئے! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ (بھی) تمہیں دوست رکھے گا۔

اسی طرح قرآنِ حکیم میں اعمال کو ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے، یعنی عبادات اور نیک اعمال کو ناپسندیدہ اور ممنوع طریقے سے ادا کر کے انہیں برباد نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور علیہ السلام کی سنت کے مطابق اور تابع رہتے ہوئے امور بندگی کو بجالانا چاہئے۔

رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم ○ (محمد: ۳۳)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ○ (متفق علیہ مشکوٰۃ: ص ۲۷)

جس نے ہمارے دین میں ایسی نئی بات نکالی جو اس میں سے نہ ہو وہ چیز مردود ہے۔

عبادت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر اپنی من مانی اختیار کرنا ہی وہ ناپسندیدہ عمل ہے جسے ''بدعت'' کہتے ہیں۔

آج کل اکثر مساجد میں نفل نمازوں کا باجماعت اہتمام پورے زور وشور سے کیا جانا بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ شب معراج، شب برأت اور لیلۃ القدر جیسی خاص راتوں میں ''صلوٰۃ التسبیح'' جیسی اہم انفرادی نماز کو اعلانات و اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو بلا بلا کر باجماعت ادا کیا جاتا ہے۔ حالانکہ فقہاء کرام نے نوافل کی جماعت اور اس کے لئے اعلان و اشتہار بازی کو ''مکروہ تحریمی'' قرار دیا ہے۔ بغیر دعوت و اعلان کے دو یا تین شخص امام کے ساتھ اگر نوافل باجماعت پڑھ لیں تو جائز ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تعلیم کے لئے اور کبھی تبرکاً ایسی نماز نفل کسی صحابی کے گھر میں ادا فرمائی ہے۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان جدته مليكه رضى الله عنها دعت رسول الله صلى الله عليه وسلم بطعام صنعته' فاكل منه، ثم قال : قوموا! فاصلى لكم، قال انس بن مالك رضى الله عنه، : فقمت الى حصير لنا قد اسود من طول مالبس فضحته بماء فقام عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وصففت انا واليتيم وراءه والعجوز من ورآئنا فصلى لنا رسول الله ﷺ ركعتين ثم...... انصرف۔ (صحیح مسلم: الجلد الاول، ص ۲۳۴)

☆ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت قابل مذمت ہے ☆

ان کی دادی حضرت ملیکۃ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی کھانا پکا کر دعوت کی، کھانا کھانے کے بعد آپ نے فرمایا: چلو میں تم کو نماز پڑھاؤں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں ایک چٹائی لے کر آیا جو کثرت استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی، میں نے اس کو پانی سے دھویا، پھر اس چٹائی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور میں اور (ایک) یتیم آپ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوئے اور بڑھیا (ام سلیم رضی اللہ عنہا) ہمارے پیچھے تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد تشریف لے گئے۔

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اس یتیم لڑکے کا نام ضمیر بن سعد الحمیری تھا اور بڑھیا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم تھیں۔

صحیح بخاری و مسلم کی دیگر احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات فرض نماز کی جماعت بھی گھر میں کروائی ہے۔

اسی طرح تنہا یا باجماعت (دو یا تین مقتدیوں کے ساتھ) نوافل بھی آپ ﷺ نے گھر ہی میں ادا فرمائے ہیں۔

حدیث پاک میں نوافل اور سنتیں گھر میں ادا کرنے کا حکم آیا ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنهما، عن النبی ﷺ قال: صلوا فی بیوتکم ولا تتخذوها قبوراً. (صحیح مسلم، جلد ۱، ص ۲۶۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں میں (نفل) نماز پڑھو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔

سنن مؤکدہ، غیر مؤکدہ اور نوافل گھر میں پڑھنا سنت بھی ہے اور باعث اجر و ثواب بھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

فصلوا ایها الناس فی بیوتکم فان افضل الصلوٰة صلوٰة المرء فی بیته الا المکتوبة. (صحیح بخاری، جلد ۱، ص ۱۰۱، مطبع کراچی)

اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ بے شک آدمی کی بہترین نماز وہ ہے

☆ گستاخ رسول کسی رعایت کا مستحق نہیں ☆

جسے وہ اپنے گھر میں ادا کرے، سوائے فرائض کے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عن زید بن ثابت قال : قال رسول اللہ ﷺ صلوۃ المرء فی بیتہ افضل من صلوتہ فی مسجدی ھذا الا المکتوبۃ

(رواہ ابوداؤد والترمذی مشکوۃ، ص ۱۱۵)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بندے کے لئے (نفل) نماز اپنے گھر میں ادا کرنا میری اس مسجد میں ادا کرنے سے بھی افضل ہے، سوائے فرائض کے۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

نوافل کو تنہائی اور پوشیدگی میں ادا کرنے کی اہمیت وفضیلت بتانے کے لئے حضور علیہ السلام نے بطور مبالغہ یوں ارشاد فرمایا ہے: اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے جو اس کے علاوہ دیگر مساجد میں ادا کی جائیں علاوہ مسجد الحرام کے، اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نوافل کی مشروعیت چونکہ قربِ الٰہی کے حصول اور اظہار اخلاص وللّٰہیت کے لئے ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ان میں نمائش کا پہلو نہ ہو اور لوگوں کی نظر سے چھپ کر ادا کئے جائیں اور فرائض کی بنیاد فروغ دین اور شعائر اسلامی کے اظہار پر ہے لہٰذا ضروری ہے کہ انہیں علی الاعلان ادا کیا جائے۔ (مشکوۃ، ص ۱۱۵)

یہ ارشاد چونکہ تراویح کی چند شب ادائیگی کے موقع پر فرمایا گیا تھا، اس لئے بعض صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے نزدیک تراویح کی نماز بھی گھر میں پوشیدہ ادا کرنا افضل ہے۔ البتہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور جمہور ائمہ کے نزدیک فضیلت باجماعت تراویح مسجد میں ادا کرنے میں ہی ہے۔ (اشعۃ اللمعات، حصہ اول، ص ۵۴۶)

مسئلہ: ایسے ہی یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ جن لوگوں کی سابقہ فرض نمازیں قضا ہو چکی ہیں ان کا نوافل میں مشغول ہونا درست نہیں۔ ایسے حضرات کو چاہئے کہ پہلے اپنی پچھلی فرض نمازیں ادا کریں پھر نفلی نمازیں پڑھیں، کیونکہ فقہاء کرام فرماتے ہیں:

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

نفل بغیر فرض کے دھوکہ ہے، اس کے قبول کی اُمید تو مفقود ہے جبکہ فرض کے ترک کا عذاب گردن پر موجود ہے۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اے عزیز فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ ونذرانہ۔ قرض ادا نہ کیا جائے اور اوپر اوپر سے بیکار تحفے بھیجے جائیں، تو کیا وہ قابل قبول ہوں گے؟ خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہانیان سے بے نیاز ہے۔

مزید نقل کرتے ہیں:

جب خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نزع کا وقت ہوا تو آپ نے امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں ہیں اگر انہیں دن میں کرو تو قبول نہیں ہوں گے اور خبردار ہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم، ص ۴۳۶۔ ۴۳۷)

حضرت شیخ محی الملۃ والدین ابو محمد عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب شریف میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لئے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجا لائے۔ فرماتے ہیں: اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمات کے لئے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہو اور بادشاہ کے غلام کی خدمت گاری میں لگا رہے۔

پھر امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے یہ مثال نقل فرمائی کہ:

ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا، جب بچہ ہونے کے دن قریب آئے اسقاط ہو گیا، اب نہ وہ حاملہ ہے نہ بچہ والی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی ''فتوح الغیب'' میں نقل کرتے ہیں:

فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منه واهین۔

یعنی اگر فرائض چھوڑ کر سنن ونوافل میں مشغول ہوگا تو وہ قبول نہیں ہوں گے، اُلٹا وہ خوار کیا جائے گا۔

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

جو چیز لازم وضروری ہے اسے چھوڑ دینا اور غیر ضروری کا اہتمام کرنا عقل وشعور سے دور ہے، کیونکہ عقلمند شخص کی نظر میں تکلیف دہ چیز کو دور کرنا بہ نسبت نفع بخش چیز کے حصول کے زیادہ ضروری ہے بلکہ حقیقت نفع اسی صورت میں ممکن ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم، ص ۴۳۷)

اسی سلسلہ میں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر صدیقی سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ خواص کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نوافل کو اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک کہ فرض ادا نہ کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے بارے میں فرماتا ہے:

تمہاری مثال اس برے بندے کی ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے ہدیہ پیش کرتا ہے۔ (عوارف المعارف (مترجم)، ص ۴۷۵)

''صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت''

صلوٰۃ التسبیح ایک نفلی عبادت ہے، جس کی فضیلت اور اجر وثواب کا بیان حدیث شریف میں ہے:

عن ابن عباس، قال: قال رسول اللہ ﷺ للعباس بن عبدالمطلب، یاعباس! یاعماہ! الا اعطیک، الا امنحک، الا احبوک، الا افعل لک عشر خصال، اذا انت فعلت ذلک غفر اللہ لک ذنبک اولہ واخرہ، وقدیمہٗ وحدیثہٗ وخطأہٗ وعمدہٗ وصغیرہٗ وکبیرہٗ وسرہٗ وعلانیتہٗ، عشر خصالٍ! أن تصلی اربع رکعات، تقرأ فی کل رکعةٍ بفاتحة الکتاب وسورة، فاذا فرغت من القراءۃِ فی اوّل رکعةٍ، قلت، وانت قائمٌ: سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، خمس عشرۃ مرةً، ثم ترکع فتقول: وانت راکع عشراً، ثم ترفع رأسک من الرکوع فتقولھا عشرا، ثم تھوی ساجداً فتقولھا، وانت ساجد عشراً. ثم

ترفع رأسک من السجود فتقولها عشراً، فذلک خمسة وسبعون فی کل رکعةٍ. تفعل فی اربع رکعاتٍ. إن استطعت أن تصلیها فی کل یوم مرةً فافعل. فان لم تستطع ففی کل جمعةٍ مرةً، فان لم تفعل ففی کل شهر مرةً. فان لم تفعل ففی عمرک مرةً ٥ (سنن ابن ماجہ، ج۱،ص۴۴۳، رقم ۱۳۸۷) (الجامع الترمذی عن ابی رافع، ج۱،ص۱۰۹) (ابوداؤد، البیہقی، مشکوٰۃ،ص ۱۱۷)

ترجمہ: (حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو عطا نہ کروں، کیا میں آپ کو نہ نوازوں، کیا میں آپ پر نوازشات نہ کروں، کیا میں آپ کو ایسی دس چیزوں سے آگاہ نہ کروں، کہ جب آپ ان کو سرانجام دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، نئے پرانے دانستہ نادانستہ، چھوٹے بڑے، خفیہ اور اعلانیہ تمام گناہ معاف فرما دے۔ وہ دس امور یہ ہیں: کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں، جس کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ پڑھیں۔ قرأت کے بعد پہلی رکعت کے قیام میں پندرہ بار ''سبحان اللہ والحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر'' پڑھیں۔ پھر رکوع کریں اور دس بار ایسا ہی پڑھیں۔ پھر رکوع سے سر اُٹھائیں اور دس بار یہی پڑھیں۔ پھر سجدے میں جھک جائیں اور حالت سجدہ میں ایسے ہی پڑھیں۔ یوں ایک رکعت میں یہ پچھتر بار پڑھا جائے گا۔ چاروں رکعتوں میں اسی طرح کریں۔ اگر ہو سکے تو یہ نماز ہر روز ایک بار پڑھیں اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر ہفتہ میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو اپنی عمر میں ایک پڑھو)۔

الجامع الترمذی میں درج ذیل الفاظ اس روایت میں زائد ہیں:

لو کانت ذنوبک مثل رمل عالج غفرها اللہ لک.

اگر تمہار گناہ ریت کے ذرّات جتنے بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہارے ان گناہوں کو بخش دے گا۔

اسی طرح ترمذی میں "فی کل سنة" ہر سال میں ایک مرتبہ" کے الفاظ بھی وارد ہیں۔

"صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ"

امام ترمذی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارکؒ سے صلوٰۃ التسبیح کی ادائیگی کا درج ذیل طریقہ روایت کیا ہے:

قال : یکبر ثم یقول سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک، ثم یقول خمس عشرة مرة...... سبحان اللہ والحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ثم یتعوذ ویقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم وفاتحة الکتاب وسورة، ثم یقول عشر مرات...... سبحان اللہ والحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر...... (ترمذی، ص۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا: تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر پندرہ بار **سبحان اللہ والحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر** پڑھے۔ پھر تعوذ اور **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھے اور کوئی سورۃ تلاوت کرے۔ اس کے بعد دس بار تسبیح (تیسرا کلمہ) پڑھے۔ ایسے ہی آخر تک چار رکعتیں مکمل کرے۔

ابن ابی رزمہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ سے کہا: اگر نمازی سے اس نماز میں سہو (غلطی) ہو جائے تو کیا وہ سجدۂ سہو میں دس دس بار تسبیح پڑھے؟ **قال : لا انما ھی ثلث مائة تسبیحة!** تو انہوں نے فرمایا: نہیں یہ نماز بس تین سو تسبیحات پر مشتمل ہے۔

(ترمذی، ص۱۱۰، جلد۱)

عظیم حنفی فقیہ امام ابراہیم حلبی (م: ۹۵۶ھ) فرماتے ہیں:

وھذہ الصفة التی ذکر کھا ابن المبارک ھی التی ذکر فی

مختصر البحر وهي الموافقة لمذهبنا لعدم الاحتياج فيها الى جلسة الاستراحة اذهي مكروهة عندنا۔

حضرت ابن مبارک کا ارشاد فرمودہ طریقہ وہی ہے جو مختصر البحر الرائق میں نقل کیا گیا ہے اور یہ ہمارے مذہب حنفی کے مطابق ہے کیونکہ اس میں جلسۂ استراحت کی حاجت باقی نہیں رہتی جو کہ ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک مکروہ ہے۔ (حلبی کبیر، ص۴۳۲، مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور)۔

ترمذی شریف کے حاشیہ میں ہے:

نمازی کو چاہئے کہ کبھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت کے مطابق عمل کرے اور کبھی عبداللہ بن مبارکؒ کے فرمان پر عمل کرے۔ اور اس نماز کو زوال کے بعد اور نماز ظہر سے پہلے ادا کرے اور اس کی رکعتوں میں کبھی بالترتیب سورۃ زلزال، العادیات، سورۃ نصر اور سورۃ اخلاص پڑھے، اور کبھی سورۃ التکاثر، عصر، کافروں اور اخلاص تلاوت کرے، اور دعا تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے پڑھے پھر سلام پھیر کر اپنی حاجات طلب کرے۔ ہمارے بیان کردہ یہ امور سنت سے ثابت ہیں۔ احیاء العلوم میں ہے: اگر **لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم** کے الفاظ کا اضافہ کرے تو اچھا ہے، کیونکہ بعض روایات میں ایسا بھی آیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس نماز کو جمعہ کے دن زوال کے بعد ادا کرتے تھے۔ متقدمین اور متاخرین کا اس حدیث کی صحت کے بارے میں اختلاف ہے، امام ابن خزیمہ، اور امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ محدثین کی ایک جماعت نے اسے حسن کہا ہے، امام عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں درج کر کے برا کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ وہ صلوٰۃ التسبیح کے آخر میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے:

اللهم انى اسئلك توفيق اهل الهدىٰ، واعمال اهل اليقين ومناصحة اهل التوبة وعزم اهل الصبر وجد اهل الخشية وطلب اهل الرغبة وتعبد اهل الورع وعرفان اهل العلم حتى القاك

اللھم انی اسئلک مخالفة تحجزنی عن معاصیک حتی اعمل بطاعتک عملا استحق به رضاک وحتی اناصحک بالتوبة خوفاً منک وحتی اخلص لک النصیحة حیاءً منک وحتی اتوکل علیک فی الامور وحسن ظن بک، سبحان خالق النور۔ (مسند فردوس للدیلمی، ج۱،ص۴۵۳،عزابن عباس)

(حاشیۂ ترمذی، ص۱۱۰، اشعۃ اللمعات، ج۱،ص۵۵۱)

مسئلہ: صلوٰۃ التسبیح دن کے وقت ادا کرنا مسنون اور باعث اجر وثواب ہے۔ آدھی رات گئے وقت مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کھول کر اعلانیہ اس نماز کو ادا کرنا نوافل کی روح کے منافی ہے اور اگر اس سے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچے تو سخت ناجائز اور ممنوع ہے۔

ہمارے ہاں مساجد کے لاؤڈ اسپیکرز کا بے جا اور بے محل استعمال بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ رات دیر تک یا اذان فجر سے پہلے تنہا یا اجتماعی صورت میں ذکر بالجہر، نعت خوانی اور لمبی لمبی جہریہ دعائیں پسند ناپسندیدہ اور مکروہ اعمال ہیں کیونکہ ان امور کا لاؤڈ اسپیکر پر ہونا جہر شدید سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے جبکہ ذکر میں جہر مضرط کو ائمہ وفقہاء نے شریعت کے ناپسندیدہ اعمال میں سے شمار کیا ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالحئی لکھنوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

''دون الجمعہ سے مراد یہ ہے کہ جہر مفرط حد سے بڑھے ہوئے سے کم ہو، مطلب یہ ہے کہ ذکر کو جہر اور سر کے درمیان ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بها وابتغ بین ذلک سبیلاً ○

(سورۂ بنی اسرائیل،۱۱۰)

اور اپنی نماز میں نہ بہت زیادہ چلاؤ اور نہ بالکل آہستہ پڑھو بلکہ ان دونوں کے درمیان میں ایک درہ نکالو۔

جیسے اذان اور تلبیہ (لبیک کہنا)

الحاصل جہر اگرچہ جائز ہے لیکن جہر مفرط (بے تحاشا بلند آواز) منہی عنہ ہے اور ذکر سری اور ذکر جہری، غیر مفرط سے افضل ہے اور جہر مفرط میں بہت سی خرابیاں ہیں۔

☆ گستاخ رسول کسی رعایت کا مستحق نہیں ☆

۱۔ سونے والوں کی نیند خراب ہوتی ہے۔

۲۔ نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل اور سہو کا باعث ہونا۔

۳۔ خشوع وخضوع باقی نہ رہے گا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے مفاسد ہیں جن کی حد نہیں ہے۔

(مجموعہ الفتاویٰ، جلد سوم، ص ۲۳۷ (مترجم)

نوٹ: اس موضوع پر علامہ عبدالحئی لکھنوی کا مفصل رسالہ "**سباحہ الضاکر فی الجھر بالذکر**" نہایت مفید ہے اور اردو میں بھی طبع ہو چکا ہے۔

مولانا احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

> جہاں کوئی نماز پڑھتا ہو یا سویا ہو کہ با آواز پڑھنے سے اس کی نماز یا نیند میں خلل آئے گا وہاں قرآن مجید و وظیفہ ایسی آواز سے پڑھنا منع ہے۔ (حتیٰ کہ) مسجد میں جب اکیلا تھا اور باآواز پڑھ رہا تھا جس وقت کوئی شخص نماز کے لئے آئے فوراً آہستہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
>
> (فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، ص ۲۱۹)

مسئلہ: شبینہ کہ ایک یا چند حافظ مل کر کرتے ہیں مکروہ ہے، اکابر نے ایک ایک رات میں برسوں ختم فرمایا ہے مگر وہ خاص اپنے لئے نہ کہ جماعت میں جس میں ہر قسم کے لوگ ہوں خصوصاً اکثر بلکہ شاید کُل وہی ہوں جو اُسے بوجھ سمجھیں اور شرما شرمی میں شریک ہوں۔ حدیث صحیح میں ہے:

> **اذا ام احدکم فلیخفف** (فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، ص ۵۰۳)
>
> جب تم میں سے کوئی امامت کروائے تو ہلکی نماز پڑھائے۔

نوافل کی جماعت مکروہ ہے:

نفل کے معنی اضافی اور زائد کے ہیں، اصطلاح شرع میں فرائض و واجبات اور سنن مؤکدہ کے علاوہ دیگر عبادات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اذان اور جماعت چونکہ فرائض کے ساتھ خاص ہیں، اس لئے غیر فرض کو اعلان اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا شریعت اسلامیہ میں ناپسندیدہ عمل ہے۔ تراویح اور رمضان میں وتر کی جماعت اپنے مخصوص احکام کے باعث اس سے مستثنیٰ ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح اور دیگر تمام نفلی عبادات بجائے اعلان و اشتہار کے تنہا، خفیہ اور گھروں میں ادا

☆ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت قابل مذمت ہے ☆

کی جانی چاہئیں تاکہ ان کے اصل مقصود یعنی قربِ الٰہی کے حصول کی صورت میسر آسکے۔

ہمارے ائمہ احناف اور فقہاء عظام نے نوافل کی جماعت اور اس کے لئے اعلان واشتہار بازی کو ''مکروہ تحریمی'' قرار دیا ہے۔ بغیر دعوت واعلان کے دو یا تین افراد امام کے ساتھ اگر نوافل باجماعت پڑھ لیں تو جائز ہے۔

آیئے فقہاء کرام اور ائمہ ملت کے ارشادات کی روشنی میں اس مسئلے کا جائزہ لیتے ہیں:

۱۔ الامام، الحافظ المجتہد الربانی، محمد بن حسن الشیبانی (م ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں:

قلت : وتريفى كسوف القمر صلاة؟ قال: نعم، الصلاة فيه حسنة قلت: فهل يصلون جماعة كما يصلون فى كسوف الشمس؟ قال : لا قلت : فهل تكره الصلاة فى التطوع جماعة ما خلا قيام رمضان و صلاة كسوف الشمس؟ قال: نعم. ولا ينبغى ان يصلى فى كسوف الشمس جماعة الا الامام الذى يصلى الجمعة، فاما ان يصلى الناس فى مساجدهم جماعة فانى لا احب ذلك، وليصلوا وحدانا۔

(میں نے (حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے) پوچھا: کیا آپ کے نزدیک چاند گرہن کی نماز ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں! ایسے میں نماز پڑھنا اچھا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا سورج گرہن کی نماز کی طرح جماعت سے پڑھا جائے؟ تو امام نے فرمایا: نہیں۔ میں نے پوچھا: کیا آپ تراویح اور کسوف شمس (سورج گرہن) کے علاوہ نفل نمازوں کی جماعت کو مکروہ سمجھتے ہیں؟ تو امام اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ہاں! اور مناسب نہیں کہ سورج گرہن کی نماز سوائے امام جمعہ کے کوئی اور پڑھائے۔ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ اس نماز کو اپنی مساجد میں جماعت سے پڑھیں۔ اور اگر ایسا ہو تو چاہئے کہ الگ الگ ادا کریں۔ (باب صلوٰۃ الکسوف، ج ۱، ص ۴۴۳، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، الہند)

۲۔ امام اجل، فقیہ بے بدل، شمس الائمہ ابوبکر محمد بن ابی سہل السرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والاصل فی التطوعات ترک الجماعة فیها ما خلا قیام رمضان لاتفاق الصحابة علیه وکسوف الشمس لورود الاثربه. ألاتری ان ما یؤدی بالجماعة من الصلٰوة یؤذن لها ویقام ولا یؤذن للتطوعات ولا یقام فدل أنها لا تؤدی بالجماعة......

(المبسوط، ج ۲،ص ۷٦)

نوافل کی اصل یہ ہے کہ اس میں جماعت کو ترک کیا جائے سوائے تراویح کی نماز کے، کیونکہ اس پر صحابہ کا اتفاق ہے اور نماز کسوف (سورج گرہن) کے کیونکہ اس کے بارے میں اقوالِ صحابہ وارد ہوئے ہیں۔

حضرت شمس الائمہ مزید رقطراز ہیں:

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تراویح سنت کے مطابق بیس رکعت ادا کی جائے اور بقیہ رکعات (اگر کوئی اضافی پڑھے) تو چار رکعات دو سلاموں کے ساتھ انفرادی طور پر پڑھے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: تمام رکعات جماعت کے ساتھ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے، اس بناء پر کہ نوافل باجماعت پڑھنا ان کے نزدیک مستحب ہے۔ **وهو یکرهٔ عندنا۔** اورنوافل کی جماعت ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک مکروہ ہے۔

ولنا: ان الاصل فی النوافل الاخفاء فیجب صیانتها عن الاشهار ما أمکن وفیما قاله الخصم إشهار فلا یعمل به بخلاف الفرائض لان مبناها علی الاعلان والأشهار وفی الجماعة اشهار فکان احق. یوضح ما قلنا ان الجماعة لو کانت مستحبة فی حق النوافل لفعلها المجتهدون القائمون باللیل، لان کل صلٰوة جوزت علی وجهها الانفراد وبالجماعة کانت الجماعة فیها افضل، ولم ینقل أداؤها بالجماعة فی عصره ﷺ ولا فی زمن الصحابة رضوان الله علیهم اجمعین ولا فی زمن غیرهم من التابعین، فالقول بها مخالف للأمة أجمع وهذا باطل۔ (المبسوط

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

سرخسی، ج ۲، ص ۱۴۴) مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ)

ہمارا موقف یہ ہے کہ نوافل کی بنیاد اخفاء (پوشیدگی) پر ہے لہٰذا اسے اظہار و اشتہار سے ہر ممکن طور پر بچانا واجب ہے اور وہ قول مخالف اس بارے میں اظہار کا ہے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اس میں فرائض کی مخالفت ہے کیونکہ فرائض کی بنیاد اعلان و اظہار پر ہے اور جماعت میں اظہار کا پہلو اور فرائض اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ ہماری بات سے واضح ہوا کہ: اگر نوافل کی جماعت مستحب ہوتی تو شب زندہ دار مجتہدین اس کا اہتمام کرتے۔ کیونکہ ہر وہ نماز جس میں جماعت اور انفرادیت دونوں جائز ہوں، اسے جماعت سے ادا کیا جانا افضل ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی روایت نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس نماز کو باجماعت ادا کیا گیا ہو۔ نہ ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے علاوہ تابعین کے عہد میں ایسا ہوا۔ لہٰذا (نوافل کی جماعت) والا قول اجماع امت کے خلاف ہونے کے باعث باطل ہے۔

۳۔ امام الاکمل امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ولا یصلی التطوع بجماعۃ الافی شہر رمضان وعن شمس الائمہ سرخسی: ان التطوع بالجماعۃ انما یکرہ اذا کان علی سبیل التداعی، اما لو اقتدی واحدا واثنان بواحد لا یکروہ. واذا اقتدیٰ ثلثۃ بواحد اختلف فیہ. وان اقتدی اربعۃ بواحد کرہ اتفاقا.

الاقتداء فی الوتر خارج رمضان یکروہ وذکر القدوری لا یکرہ. واصل ھذا ان التطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ فی الاصل للصدر الشہید رحمہُ اللہ. اما اذا صلوا بجماعۃ بغیر اذان واقامۃ فی ناحیۃ المسجد لا یکروہ. وقال شمس الائمۃ الحلوانی علیہ الرحمۃ: ان کان سویٰ الامام ثلاثۃ لا

یکروہ بالاتفاق وفی الاربع اختلف المشائخ والاصح انہٗ لا یکرہٗ (خلاصۃ الفتاویٰ، ج۱،ص۱۵۳،۱۵۴)

نماز نفل سوائے رمضان (تراویح) کے باجماعت ادا نہ کی جائے۔ امام سرخسی سے منقول ہے، نوافل کی جماعت اگر اعلان واشتہار سے ہو تو مکروہ ہے، البتہ ایک یا دو مقتدی اگر ایک شخص کے پیچھے پڑھیں تو مکروہ نہیں، اور اگر تین افراد ایک کی اقتداء کریں تو اس میں اختلاف ہے۔ اور اگر چار افراد ایک (امام) کے پیچھے پڑھیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔ رمضان المبارک کے علاوہ وتر کی جماعت بھی مکروہ ہے۔ امام قدوری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں۔ اس کی اصل یہ ہے کہ نوافل کی جماعت اگر (تداعی) اعلان واشتہار سے ہو تو مکروہ ہے۔ کتاب الاصل، للصدر الشہید علیہ الرحمۃ میں ہے: البتہ اگر بغیر اذان و اقامت (اعلان و اشتہار) کے مسجد کے ایک کونے میں جماعت سے پڑھیں تو مکروہ نہیں۔ امام شمس الائمہ حلوانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں: اگر امام کے علاوہ تین افراد ہوں تو بالاتفاق مکروہ نہیں اور چار میں مشائخ کا اختلاف ہے جبکہ صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔

۴۔ حضرت امام ابوبکر الکاسانی (م ۵۸۷ھ) حنفی علیہ الرحمۃ فرائض ونوافل کے مابین فرق بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ایک اور فرق یہ ہے کہ نفل نماز سوائے رمضان المبارک کے دوسرے ایام میں باجماعت ادا کرنا جائز نہیں ہیں جبکہ فرض نماز میں جماعت ''واجب'' ہے یا سنت مؤکدہ۔ اس لئے کہ فرمانِ نبوی ہے:

صلاۃ المرء فی بیتہ افضل من صلاتہ فی مسجدہ الا المکتوبۃ ٥

فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں مرد کے لئے گھر میں ادا کرنا مسجد میں ادا کرنے سے افضلا ہے۔

نیز مروی ہے کہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی دو رکعات اپنے گھر میں ادا فرماتے تھے،

پھر آپ مسجد کی طرف نکلتے تھے۔

علاوہ ازیں اس لئے بھی کہ جماعت شعائر اسلام میں سے ہے، لہٰذا وہ فرائض یا واجبات کے ساتھ مخصوص ہوگی، نہ کہ نوافل کے ساتھ، رہا نماز تراویح کو باجماعت ادا کرنے کا مسنون ہونا تو وہ اس لئے کہ انہیں جماعت سے پڑھنے کا طریقہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کے اجماع سے معلوم ہوا ہے۔ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد اول، ص ۹۲۵، مترجم)

۵۔ امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی علیہ الرحمۃ کی شرح کے حاشیہ میں ہے:

ان النفس التراویح سنة اداؤها بجماعة مستحب. قال : فی البدائع : اذا صلوا التراویح ثم ارادوا ان یصلوها ثانیاً یصلون فرادی لا بجماعة، لان الثانیة تطوع مطلق، والتطوع المطلق بجماعة مکروه.

(حاشیہ تبیین الحقائق، شرح کنز الدقائق، ص ۱۷۸، طبع مصر)

(تراویح بذاتِ خود سنت ہے اور اسے باجماعت ادا کرنا مستحب ہے۔ صاحب ''بدائع الصنائع'' کہتے ہیں: جب تراویح کی نماز ادا کرچکیں اور پھر دوبارہ پڑھنا چاہیں تو انفرادی طور پر ادا کریں نہ کہ باجماعت، کیونکہ دوسری بار پڑھنا نفل مطلق ہے اور نوافلِ مطلق کو باجماعت پڑھنا مکروہ ہے)۔

۶۔ امام عبدالرحمٰن بن شیخ محمد بن سلیمان شیخ زادہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

(یوتر) ای یصلی الوتر (بجماعة فی رمضان فقط) لانعقاد الاجماع علیه کما فی الهدایة وفیه اشارة الٰی انهٗ لا یوتر بجماعة فی غیر شهر رمضان لانهٗ نفل من وجه والجماعة فی النفل فی غیر رمضان مکروه.''

(مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر، ج ۱، ص ۱۳۷)

یعنی وتر کی نماز صرف رمضان میں باجماعت ادا کرے، کیونکہ اس پر اجماع واقع ہو چکا ہے، جیسا کہ ''ہدایہ'' میں ہے، اور اس میں اشارہ ہے کہ رمضان کے علاوہ وتر جماعت سے نہ پڑھے کیونکہ ایک اعتبار سے نفل ہیں اور نفل کی

جماعت رمضان (تراویح) کے علاوہ مکروہ ہیں۔

۷۔ علامہ امام زین الدین ابن نجیم حنفی مصری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

یکرہ الاقتداء فی صلاۃ الرغائب و صلاۃ البراءۃ ولیلۃ القدر الا اذا قال : نذرت کذا رکعۃ بھذا الامام بالجماعۃ، کذا فی البزازیۃ. (الاشباہ والنظائر، ص ۸۶، طبع کراتشی)

ترجمہ: رجب، شب برأت اور لیلۃ القدر کی نفل نمازیں جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی امام کی اقتداء میں کچھ رکعتیں پڑھنے کی نذر مان کر کہے کہ میں اس امام کے پیچھے اتنی رکعات پڑھوں گا۔ فتاوی بزازیہ میں ایسا ہی ہے۔

۸۔ علامہ امام حسن بن عمار شرنبلالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وندب احیاء لیالی العشر الاخیر من رمضان واحیاء لیلتی العیدین ولیالی عشر ذی الحجۃ ولیلۃ النصف من شعبان ویکرہ الاجتماع علی احیآء لیلۃٍ من ھذہ اللیالی فی المساجد (نورالایضاح (مترجم)، ص ۱۶۷)

ترجمہ: رمضان کی آخری دس، عیدین، ذوالحجہ کی پہلی دس اور شب برأت کی راتوں کو زندہ رکھنا مستحب ہے۔ البتہ ان راتوں کو زندہ رکھنے کے لئے مساجد میں اجتماع مکروہ ہے۔

۹۔ علامہ امام ابراہیم حلبی حنفی (م ۹۵۶ھ) علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

واعلم! ان انفل بالجماعۃ علیٰ سبیل التداعی مکروہ علیٰ ما تقدم ما عدا التراویح وصلوٰۃ الکسوف والاستسقاء فعلم ان کلا من صلوٰۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ من رجب، وصلوٰۃ البراءۃ لیلت النصف من شعبان وصلوٰۃ القدر لیلۃ السابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ.

قال حافظ الدین البزازی : ان شرعا فی نفل فافسداہ واقتدی

احدهما بالآخر فی القضاء لایجوز لاختلاف السبب، وکذا اقتداء الناذر بالناذر لا یجوز. وعن هٰذا کره الاقتداء فی صلاة الرغائب وصلٰوة البراء ة ولیلة القدر ولو بعد النذر الا اذا قال: نذرت کذا رکعة بهٰذا الامام بالجماعة لعدم امکان الخروج عن العهدة الا بالجماعة ولا ینبغی ان یتکلف لالتزام مالم یکن فی الصدر الاول کل هٰذا التکلف لاقامة امر مکره وهو اداء النفل بالجماعة علٰی سبیل التداعی. (حلبی کبیر،ص۴۳۲،طبع لاہور)

ترجمہ: جان لو! نفل کی جماعت اعلان و اشتہار کے ساتھ مکروہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا، ماسوائے تراویح نماز کسوف اور استسقاء کی نماز کے۔ معلوم ہوا کہ صلاۃ الرغائب (رجب کے پہلے جمعہ کی رات کی نماز) اور صلوٰۃ البرأۃ، نصف شعبان کی رات اور شب قدر یعنی ستائیس رمضان کی رات والی نمازوں کو جماعت سے ادا کرنا ناپسندیدہ بدعت ہے۔

۱۰۔ حضرت حافظ الدین البزازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اگر دو افراد نفل شروع کریں اور وہ فاسد ہو جائیں، پھر دونوں ان نوافل کی ادائیگی کے لئے ایک دوسرے کی اقتداء کریں تو یہ اسباب (فساد) کے مختلف ہونے کی وجہ سے جائز نہیں۔ ایسے ہی دو نذر (منت) ماننے والوں کی جماعت جائز نہیں۔ (علیٰ ھذا القیاس) اسی کلیہ کے تحت رجب، شعبان اور لیلۃ القدر (رمضان) کی نمازیں باجماعت جائز نہیں ہیں اگرچہ نذر (منت) ہی کیوں نہ مانی ہو۔ سوائے اس کے، کہ کسی نے یوں کہا:

میں نذر مانتا ہوں کہ فلاں امام کے پیچھے باجماعت اتنی رکعتیں پڑھوں گا، یہ اس لئے کہ وہ بغیر جماعت میں شمولیت کے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ یہ مناسب نہیں کہ ایک ایسے عمل کے لئے اتنا اہتمام والتزام کیا جائے جو ابتدائے اسلام میں موجود نہیں تھا۔ یہ سارا اہتمام ایک مکروہ عمل کے لئے ہوتا ہے اور وہ ہے نوافل کو اعلان واشتہار کے ساتھ باجماعت ادا کرنا۔

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کی نزاکت کے پیش نظر انتہائی اہم اور فیصلہ کن بات ارشاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

فلو ترک امثال هذه الصلوات تارک لیعلم الناس انهٗ لیس من الشعائر لحسن انتهی. (حلبی کبیر، ۴۳۳)

ترجمہ: اگر کوئی (ذمہ دار شخص ایسی نفل نمازوں کو بطور تعلیم ترک کرے تا کہ لوگ جان لیں کہ یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہیں تو یہ بہت اچھا ہے۔

۱۱۔ فقہ حنفی کی نہایت اہم کتاب ''فتاویٰ عالمگیری'' میں لکھا ہے:

التطوع بالجماعة اذا کان علٰی سبیل التداعی یکره.

(فتاویٰ عالمگیری، ج ۱، ص ۸۳، طبع مصر، ۱۳۱۰ھ)

ترجمہ: نوافل کی جماعت اگر دعوت و اعلان کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔

۱۲۔ فقیہ جلیل علامہ السید احمد الطحطاوی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

والجماعة فی النفل فی غیر التراویح مکروهة، فالاحتیاط ترکها فی الوتر خارج رمضان.

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۱۱، طبع کراچی)

ترجمہ: تراویح کے علاوہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے، رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت بھی احتیاطاً نہیں کرنی چاہیے۔

۱۳۔ حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی اہمیت اور نزاکت کے پیش نظر اپنے ایک خلیفہ شیخ سید انبیاء سارنگپوری (فارسی نسخہ مکتوبات (امرتسر ایڈیشن) مطبوعہ ۱۹۴۴ء اور دیگر فارسی و اردو نسخہ جات میں یہ نام ایسے ہی لکھا ہے جو درست نہیں۔ بعض اُردو تراجم میں اسے سید امین مانکپوری لکھا گیا ہے جو بلا تحقیق قابل قبول قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مجددی) کے نام مفصل اور جامع مکتوب شریف صادر فرمایا ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

بسید انبیاء سارنگپوری صدور یافتہ در منع از ادائے صلوٰۃ نوافل بجماعت مانند نماز عاشوراء و شب قدر و شب برأت وغیرھا و ما ینا سب ذالک۔

باید دانست کہ اکثر مردم از خواص و عوام درین زمان در ادائے نوافل اہتمام تمام دارند و در مکتوبات مساہلات مینمایند و مراعات سنن و مستحبات را در انہا

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

کمتر میکنند۔ نوافل را عزیز می نارند و فرائض را ذلیل وخوار۔ کم است کہ فرائض را در اوقات مستحبہ ادا نمایند۔ و در تکثیر جماعت مسنونہ بلکہ در نفس جماعۃ تقیدے ندارند و بہ تکاسل وتساہل اداء نفس فرائض راغنیمت می شمارند۔ وروز عاشوراء وشب برأت وشب بست وہفتم ماہ رجب واول شب جمعہ از ماہ مذکور کہ آن رالیلۃ الرغائب نام نہادہ اند کمال اہتمام رامرعی داشتہ بجمعیت تمام نوافل را بجماعت میکذارند وآنرا نیک ومستحسن مے پندارند ونمید انند کہ این ازتسویلات شیطان است کہ سیئات رابصورت حسنات مینماید۔

شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی در حاشیہ شرح وقایہ میفر ماید کہ تطوع بہ جماعت وترک فرض بجماعت از حبائل شیطان است بدانکہ نوافل را بجمعیت تمام گزاردن از بدعتہائے مذمومہ ومکروہہ است۔ ازاں بدعتہا است کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوات افضلھا ومن التسلیمات اکملھا در شان آن فرمودہ است من احدث فی دیننا ھذا فھو رد۔ (بخاری)

(مکمل فارسی مکتوب کیلئے دیکھیں: مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب: ۲۸۸)

ترجمہ مکتوب شریف:

نماز نوافل جیسے نماز عاشوراء، شب قدر اور شب برأت وغیرہ با جماعت ادا کرنے سے روکنے اور منع کرنے کے لئے بیان میں اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

تمام تعریفیں اس رب العالمین کے لئے جس نے ہمیں سید المرسلین کی متابعت سے مشرف فرمایا اور جس نے ہم کو دین میں بدعات سے بچایا اور صلوٰۃ وسلام نازل ہو اس ہستی پر جس نے ضلالت وگمراہی کی بنیادوں کا قلع وقمع فرمایا اور ہدایت کے جھنڈوں کو بلند فرمایا اور آپ کی نیکوکار آل اور پسندیدہ اصحاب پر بھی رحمت وسلامتی کا نزول ہو۔

جاننا چاہیئے کہ اس زمانہ کے اکثر عوام وخواص ادائے نوافل کا اہتمام بڑا ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اور فرائض کی ادائیگی میں سستی کا ارتکاب کرتے ہیں اور فرائض میں سنن ومستحبات کی بہت کم

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

رعایت کرتے ہیں۔ نوافل کو عزیز جانتے ہیں اور فرائض کو ذلیل وخوار۔ بہت کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ فرائض کو اوقات مستحبہ میں ادا کریں۔ مسنون جماعت کے بڑھانے بلکہ نفس جماعت میں کچھ اہتمام نہیں کرتے اور سستی اور تساہل کے ساتھ فرائض کے ادا کرنے کو غنیمت شمار کرتے ہیں اور عاشوراء کے روزے ماہِ رجب کی ستائیسویں رات ماہِ مذکورہ کی اول شب جمعہ میں جس کا نام انہوں نے لیلۃ الرغائب رکھا ہوا ہے، کمال اہتمام کی رعایت کرتے اور کثیر جماعت کے ساتھ نوافل کو باجماعت ادا کرتے ہیں اور اس عمل کو نیک اور مستحسن خیال کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ شیطانی آرائشوں میں سے ہے جو برائیوں کو حسنات کی شکل میں دکھاتا ہے۔

(الف) شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی حاشیہ شرح وقایہ میں فرماتے ہیں کہ: نوافل جماعت کے ساتھ ادا کرنا اور فرضوں کی جماعت ترک کرنا ابلیس لعین کے پھیلائے ہوئے جالوں میں سے ہے۔

(ب) جاننا چاہئے کہ نوافل کو پوری دل جمعی اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا بدعات مذمومہ مکروہہ میں سے ہے۔ ایسی بدعتوں کے متعلق حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها نے فرمایا: **من احدث فی دیننا هٰذا فهورد۔**

(ج) جاننا چاہئے کہ نوافل باجماعت ادا کرنا بعض فقہی روایات میں مطلقاً مکروہ ہے اور بعض دوسری فقہی روایات میں یہ کراہت تداعی اور اجتماع کے ساتھ مشروط کی گئی ہے۔ پس اگر تداعی کے بغیر ایک دو آدمی مسجد کے کونہ میں نوافل باجماعت ادا کریں تو یہ بلا کراہت جائز ہے اور اگر نفلوں کی جماعت میں تین افراد جمع ہو جائیں تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اگر چار افراد شریک ہو جائیں تو بعض روایات کے مطابق باتفاق فقہاء کرام مکروہ ہے اور بعض دوسری روایات میں ہے کہ چار افراد کا مل کر نوافل باجماعت ادا کرنا زیادہ صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے۔

(د) فتاویٰ سراجیہ میں ہے:

کره التطوع بالجماعة بخلاف التراويح و صلٰوة الكسوف۔

ترجمہ: نفل نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے بخلاف نماز تراویح اور سورج گرہن کی نماز کے (کہ اسے باجماعت ادا کرنا مکروہ نہیں)۔

(ہ) فتاویٰ غیاثیہ میں شیخ الاسلام سرخسی رحمۃ اللہ سبحانہٗ علیہ فرماتے ہیں:

التطوع بجماعة خارج رمضان انما يكره اذا كان على سبيل التداعي اما اذا اقتدى واحد او اثنان لا يكره. وفي الثلاث اختلاف وفي الاربع يكره بلاخلاف.

ترجمہ: غیر رمضان میں نوافل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے، جب تداعی کے طور پر ہو۔ لیکن اگر ایک مقتدی یا دو ہوں تو مکروہ نہیں اور تین میں اختلاف ہے اور چار مقتدیوں کی صورت میں بلااختلاف مکروہ ہے۔

(و) فقہ کی مشہور کتاب خلاصہ میں مذکورہ ہے:

التطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداعي يكره اما اذا صلوا بجماعة بغير اذان واقامة في ناحية المسجد لا يكره.

ترجمہ: نفلوں کی جماعت جبکہ تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ لیکن اگر بغیر اذان و اقامت مسجد کے ایک کونے میں باجماعت نفل پڑھ لیں تو مکروہ نہیں۔

(ز) شمس الائمہ الحلوانی فرماتے ہیں:

اذا كان سوا الامام ثلاثة لا يكره بالاتفاق وفي الاربع اختلاف والاصح انه مكروه۔

ترجمہ: جب امام کے سوا تین افراد ہوں تو نوافل کی جماعت بالاتفاق مکروہ نہیں، اور چار میں فقہاء کا اختلاف ہے اور صحیح تر یہی ہے کہ مکروہ ہے۔

(ح) فتاویٰ شافیہ میں ہے:

ولا يصلى التطوع بالجماعة الا في شهر رمضان وذلك انما يكره اذا كان على سبيل التداعي يعني باذان واقامة اما لو اقتدى واحد او اثنان لاعلى سبيل التداعي فلا يكرهٗ و اذا اقتدى ثلاثة اختلاف المشائخ رحمهم الله تعالى وان اقتدى اربعة كره اتفاقاً○

ترجمہ: کوئی شخص بھی نوافل جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے سوائے رمضان شریف کے مہینہ کے اور نوافل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے جبکہ اذان اور اقامت کے

☆ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

ساتھ ان کی جماعت کرائی جائے اور اگر ایک آدمی یا دو آدمی اذان اور اقامت کے بغیر اقتداء کریں تو مکروہ نہیں اور جب تین مقتدی ہوں تو اس میں مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے اور اگر مقتدی چار ہو جائیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔

اور اسی طرح کی روایات بہت ہیں اور فقہی کتابیں ایسی روایات سے پر ہیں۔ اور اگر کوئی ایسی روایت ملے جس میں تعداد کا ذکر نہ ہو اور مطلقاً جواز ظاہر کرے تو اس بارے میں مقید روایات پر محمول کرنا چاہئے۔ اور مطلق سے مقید مراد لینا چاہئے اور جواز کو دو یا تین افراد میں ہی منحصر جاننا چاہئے۔ اس لئے کہ علمائے حنفیہ اگرچہ اصول میں مطلق کو اپنے اطلاق پر ہی رکھنے کے قائل ہیں اور مقید پر عمل نہیں کرتے۔ لیکن روایات میں انہوں نے مطلق کو مقید پر حمل کرنا جائز بلکہ لازم قرار دیا ہے۔ اور اگر بطریق فرض محال حمل نہ کریں اور مطلق ہی رہنے دیں تو ایسی صورت میں یہ مطلق اس مقید کے قابل اور منافی ہو جائے گا۔ اگر قوت میں برابر ہو اور قوت میں مساوات ممنوع ہے کیونکہ کراہت کی روایت کثرت کے باوجود مختار اور مفتیٰ بہا ہیں بخلاف اباحت کی روایات کے۔ اور اگر دونوں کی مساوات تسلیم کر لی جائے تو ہم کہیں گے کہ کراہت اور اباحت کی دلیلوں کے تعارض کی صورت میں جانب کراہت کو ترجیح حاصل ہے۔ کیونکہ اسی میں احتیاط کی رعایت ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ والوں کے ہاں یہ امر طے شدہ ہے۔

پس وہ لوگ جو عاشورہ کے دن اور شب برأت اور ستائیسویں رجب کی رات میں نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، کم وبیش دو دو سو اور تین تین سو افراد مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز اور اجتماع اور جماعت کو نیک خیال کرتے ہیں، باتفاق فقہاء مکروہ امر کے مرتکب ہوتے ہیں اور مکروہ چیز کو اچھا جاننا برے گناہوں میں سے ہے، کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک کھینچ کر لے جاتا ہے اور مکروہ چیز کو اچھا گمان کرنا اس سے صرف ایک مرتبہ کم ہے۔ اس فعل کی برائی کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا نوافل کی جماعت جائز کہنے والوں کی دلیل عدم تداعی ہے۔ ہاں بعض روایات کے مطابق عدم تداعی کراہت کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن وہ بھی ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ ہے۔ اور اس میں بھی یہ شرط ہے کہ مسجد کے کسی کونے میں ہو، اور اس شرط کے نہ ہونے کی صورت میں جواز کی کوئی صورت نہیں۔

علاوہ ازیں تداعی کا معنی یہ ہے کہ نفل نماز کی ادائیگی کے لئے ایک دوسرے کو بلانا اور

آ گاہ کرنا اور یہ معنی اس طرح کی جماعتوں میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ قبیلوں کے قبیلے عاشورہ کے دن ایک دوسرے کو بتاتے پھرتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ فلاں شیخ یا فلاں عالم کی مسجد میں چلنا چاہئے اور نفل نماز باجماعت ادا کرنی چاہئے۔ ان لوگوں نے اس فعل کو عادت بنا رکھا ہے۔ اس طرح بتاتے پھرنا اذان اور اقامت سے بھی بڑھ کر ہے۔ پس اس صورت میں تداعی بھی ثابت ہے۔ اور اگر ہم تداعی کو اذان اور اقامت کے ساتھ ہی مخصوص رکھیں، جیسا کہ بعض روایت میں واقع ہوا ہے اور حقیقتاً اذان اور اقامت ہی مراد لیں تو پھر اس کا جواب وہ ہے جو اوپر گزرا کہ ایسی نماز مذکورہ شرط کے ساتھ ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ خاص ہے۔

جاننا چاہئے کہ نوافل کے ادا کرنے کی بنیاد اخفا اور پوشیدگی پر ہے۔ کیونکہ نفل عبادت ریا اور نمائش کا مقام ہے اور جماعت اخفا اور پوشیدگی کے منافی ہے۔ اور ادائے فرائض میں اظہار اور اعلان مطلوب ہیں کیونکہ فرائض ریا اور نمائش کے شبہ سے مبرا ہے۔ پس انہیں باجماعت ہی ادا کرنا مناسب ہے۔

علاوہ ازیں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ کثرت اجتماع فتنے کے پیدا ہونے کا مقام ہے۔ اسی لئے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے بادشاہ وقت یا اس کے نائب کی موجودگی کو شرط قرار دیا گیا ہے تاکہ فتنہ کے پیدا ہونے سے امن رہے۔ اور ان مکروہ جماعت میں اس فتنے کو بیدار کرنے کا قوی امکان و احتمال ہے۔ لہٰذا اس طرح کا اجتماع شرعاً جائز نہیں بلکہ ممنوع ہے اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہے۔

الفتنة نائمة لعن الله من ايقظها.

ترجمہ: فتنہ سویا ہوتا ہے۔ اس شخص پر اللہ کی لعنت پڑتی ہے جو اسے جگائے۔

پس اسلام کے والیوں اور ملت کے قاضیوں اور لوگوں کا محاسبہ کرنے والوں پر لازم ہے کہ اس طرح کے اجتماع سے لوگوں کو روکیں اور اس بارے میں لوگوں کو سخت ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہیں تاکہ اس بدعت کی بیخ کنی ہو سکے جو فتنے میں مبتلا کرنے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حق کو ثابت کرتا ہے اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔ (ترجمہ مکتوب مکمل ہوا)۔

۱۴۔ خاتم المفسرین حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

مسئلہ: جماعت در نفل مکروہ است...... وسوائے رمضان وتر بجماعت مکروہ است۔

ترجمہ: نمازِ نفل کی جماعت مکروہ ہے...... رمضان کے علاوہ وتر بھی جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔(مالا بدمنہ، ص ۶۹، طبع ملتان)

۱۵۔ علامہ بحرالعلوم انصاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

والاصل فی النوافل ان لا یصلی بجماعۃ

(رسائل الارکان، ص ۱۴۲، طبع کوئٹہ)

ترجمہ: نوافل کی بنیاد اس بات پر ہے کہ انہیں باجماعت ادا نہ کیا جائے۔

۱۶۔ مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک نوافل کی جماعت بتداعی مکروہ ہے۔ قضائے عمری کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں اس کا پڑھنا اختراع کیا گیا اور اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نماز سے عمر بھر کی اپنی اور ماں باپ کی قضائیں بھی اتر جاتی ہیں، محض باطل و بدعت سیئہ شنیعہ ہے۔ کسی کتاب معتبر میں اصلاً اس کا نشان نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، ص ۴۸۰)

۱۔ علامہ محمد مراد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (کنز العمال، ج ۱۱، ص ۱۱۸)

شبینہ کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

شبینہ مذکورہ سوال کہ ان عوارض سے خالی تھا اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں مگر اتنا لحاظ ضرور ہے کہ "جماعت نفل میں تداعی نہ ہوئی ہو کہ مکروہ ہے۔"

(جلد سوم، ص ۵۰۷)

۱۷۔ صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ان خاص راتوں میں تنہا نفل نماز پڑھنی چاہئے۔ (بہارِ شریعت، ح چہارم، ص ۱۶)

قرآنی آیات، احادیث نبوی اور ارشادات فقہاء کی روشنی میں ثابت اور واضح ہوا کہ صلوٰۃ التسبیح اور دیگر تمام نفلی نمازیں انفرادی طور پر الگ الگ ادا کی جانی چاہئیں اور نوافل کا گھروں میں ادا کرنا زیادہ فضیلت اور ثواب کا باعث ہے۔ نوافل گھر میں پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر عمل کریں اور مسجد نبوی شریف کی نماز سے زیادہ ثواب حاصل کریں۔ وما علینا الا البلاغ

☆ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین ☆

یـاایهـا الـذین امنـوا اطیـعـوا الله واطیـعـوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم o (محمد:۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔

مآخذ ومراجع

۱۔ قرآنِ حکیم۔

۲۔ صحیح بخاری، امام محمد بن اسمٰعیل مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

۳۔ صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج۔

۴۔ مشکوٰۃ المصابیح، خطیب تبریزی، ولی الدین قدیمی کتب خانہ کراچی۔

۵۔ الجامع الترمذی، محمد بن عیسیٰ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی۔

۶۔ سنن ابن ماجہ، دارالفکر بیروت، لبنان۔

۷۔ اشعۃ اللمعات، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، پاکستان۔

۸۔ فتاویٰ رضویہ، (جلد چہارم قدیم) مطبوعہ سنی دارالاشاعت، فیصل آباد، پاکستان۔

۹۔ عوارف المعارف، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی، ارشد برادرز، نئی دہلی، انڈیا۔

۱۰۔ کتاب الاصل، امام محمد بن حسن، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ہند۔

۱۱۔ المبسوط سرخسی، امام شمس الائمہ سرخسی، مطبوعہ مصر۔

۱۲۔ خلاصۃ الفتاویٰ امام طاہر بخاری، مطبع جید کانسی روڈ، کوئٹہ۔

۱۳۔ بدائع الصنائع (مترجم)، مطبوعہ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور۔

۱۴۔ شرح کنز الدقائق، زیلعی، مطبوعہ، مصر۔

۱۵۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، مطبوعہ مصر۔

۱۶۔ الاشباہ والنظائر، امام ابن نجیم مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی۔

۱۷۔ نورالایضاح (مترجم) مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاہور۔

☆☆☆ اتحاد امت وقت کی اہم ضرورت ہے ☆☆☆

۱۸۔ غنیہ المستملی (حلبی کبیر) مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور۔

۱۹۔ فتاویٰ عالمگیری، مصر مطبوعہ ۱۳۱۰ھ۔

۲۰۔ حاشیۃ الطحطاوی، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

۲۱۔ مکتوبات امام ربانی (فارسی)، مطبوعہ نور کمپنی، انارکلی، لاہور۔

۲۲۔ مکتوبات امام ربانی (اردو مترجم) مطبوعہ ایچ ایچ سعید کمپنی، کراچی۔

۲۳۔ رسائل الارکان، علامہ بحر العلوم، مطبوعہ کوئٹہ۔

۲۴۔ مالا بدمنہ، قاضی ثناء اللہ پانی پت، مکتبہ صدیقیہ ملتان، مطبوعہ ۱۳۸۲ھ۔

۲۵۔ فتاویٰ رضویہ، (جلد سوم) طبع فیصل آباد، پاکستان۔

۲۶۔ بہارِ شریعت، مطبوعہ ضیاء القرآن، لاہور۔

۲۷۔ مسند فردوس دیلمی، مطبوعہ مکہ معظمہ، سعودی عرب۔

۲۸۔ کنز العمال، حیدر آباد دکن، ہند۔

نوٹ: نوافل کی جماعت کے حوالہ سے مجلّہ فقہ اسلامی حضرت علامہ مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب اور بعض دیگر علماء ومحققین کی تحقیقی آراء ومقالات اس مقالہ سے قبل شائع کر چکا ہے۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے مجلّہ فقہ اسلامی شمارہ نومبر ۲۰۰۲، فروری ۲۰۰۳، اکتوبر ۲۰۰۴، اگست ۲۰۰۵۔ (مجلس ادارت)

عمدہ لکھائی .... بہترین چھپائی
مسودہ دیجئے .... کتاب لیجئے
جمیل برادرز
ناظم آباد نمبر 2 کراچی